© rasailojaraid.com

کہ یہ لوگ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن دراصل انہوں نے صرف ظاہری اطاعت قبول کی ہے ایمان دل میں ہوتا تو نہ یہ جہاد سے جی چُراتے اور نہ اپنے قبولِ اسلام کا احسان نبی پر جتاتے۔

اس جگہ بلاشبہ اسلام کا لفظ ایمان کے بغیر صرف "مطیع" ہو جانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے مگر اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ قرآن مجید میں اسلام اور ایمان دو الگ معنی ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے تو اس سے پوچھیے کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ کے کیا معنی ہیں، اور حضرت ابراہیم کی اس دعا کا کیا مطلب ہے کہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ

باقی رہا کسی گروہ کا خلفاءِ ثلاثہ اور تمام صحابۂ کرام کو، باستثناء چند، مسلم بلا ایمان قرار دینا، تو حقیقت میں یہ اُن پر نہیں بلکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چوٹ ہے۔ وہ دراصل ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضور ایک انتہائی ناکام نبی تھے، کیونکہ آپ پر خود آپ کے چند اہل بیت اور تین چار صحابیوں کے سوا کوئی سچے دل سے ایمان نہ لایا، حتیٰ کہ آپ کی اکثر بیویاں بھی آپ کی مخلص بیویاں نہ تھیں۔ اور اس کے ساتھ وہ حضورؐ کو نعوذ باللہ سخت بے بصیرت اور سادہ لوح بھی ثابت کرتے ہیں کیونکہ ان کے بقول سب منافق ہیں۔ اور عجیب بات ہے، یہ ظالم اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ۲۳ سال تک تمام عرب کے مقابلہ میں جدوجہد کر کے جو عظیم الشان کامیابی حضورؐ کو حاصل ہوئی وہ آخر کیسے حاصل ہو سکتی تھی اگر آپ کے یہ تمام ساتھی مخلص و وفادار اور جاں نثار فدائی نہ ہوتے۔ سالہا سال تک عرب کی پوری قوم حضورؐ سے برسرِ پیکار رہی، اور یہی صحابہ آپ کے دست و بازو بنے ہوئے تھے۔ معاذ اللہ، یہ اگر منافق ہوتے تو عرب کیسے مسخر ہو جاتا؟ واقعہ یہ ہے کہ بغض اور تعصب میں جب آدمی اندھا ہو جاتا ہے تو سورج کی طرح روشن حقائق بھی اس کو نظر نہیں آتے۔

صدرِ ریاست کو ویٹو کا حق

سوال۔ کچھ عرصہ سے اخبارات کے ذریعہ سے تم دو شخص کی باتیں دیکھ رہے ہیں کہ صدر پاکستان کو خلیفۃ المسلمین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یا امیر المومنین کے معزز خطاب سے آراستہ کیا جائے۔ اس تصور میں مزید جان ڈالنے کے لیے یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ صدر کو حقِ تنسیخ ملنا چاہیے۔ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جلیل القدر صحابہ کے مقابلے میں ویٹو سے کام لیا اور منکرینِ زکوٰۃ و مدعیانِ نبوت کی سرکوبی کے لیے جہاد کا حکم دیکر صحابہؓ کی رائے کو رد کر دیا۔ گویا اس دلیل سے شرعی حیثیت کے ساتھ ویٹو جیسے دھاندلی آمیز قانون کو مستحکم فرمایا جا رہا ہے۔

ان حالات کی روشنی میں جناب والا کی خدمت میں چند سوالات پیش کیے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ بصراحت جوابات سے مطمئن فرمائیں گے۔

(۱) کیا حضرت ابوبکرؓ نے آج کے معنوں میں ویٹو استعمال فرمایا تھا۔ اور

(۲) اگر استعمال فرمایا تھا تو ان کے پاس کوئی شرعی دلیل تھی یا نہیں؟

جواب خلفائے راشدین کی حکومت کے نظام اور آج کل کے صدارتی نظام میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ان دونوں کو ایک چیز صرف وہی لوگ قرار دے سکتے ہیں جو اسلام کی تاریخ سے بالکل ناواقف ہیں۔ میں نے اس فرق پر مفصل بحث اپنی کتاب اسلامی ریاست میں صفحہ ۲۰۸ - ۲۰۹ پر کی ہے۔ اسے ملاحظہ فرمائیں۔ اس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ جس چیز کو خلافت کے نظام میں "ویٹو" کے اختیارات سے تعبیر کیا جا رہا ہے وہ موجودہ زمانے کی دستوری اصطلاح سے بالکل مختلف چیز تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کے صرف دو فیصلے ہیں جن کو اس معاملہ میں بنائے استدلال بنایا جاتا ہے۔ ایک جیشِ اُسامہ کا معاملہ۔ دوسرے مرتدین کے خلاف جہاد کا مسئلہ۔ ان دونوں معاملات میں حضرت ابوبکرؓ نے محض اپنی ذاتی رائے پر فیصلہ نہیں کر دیا تھا، بلکہ اپنی رائے کے حق میں کتاب و سنّت سے استدلال کیا تھا۔ جیشِ اُسامہ کے معاملہ میں اُن کا استدلال یہ تھا کہ جس کام کا فیصلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عہد میں کر چکے تھے۔ اسے حضورؐ کا خلیفہ ہونے کی حیثیت سے انجام دینا میرا فرض ہے۔ میں اسے بدل دینے کے اختیارات نہیں رکھتا۔ مرتدین کے معاملہ میں ان کا استدلال یہ تھا کہ جو شخص یا گروہ بھی نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتا ہو، اور یہ کہے کہ میں نماز تو پڑھوں گا مگر زکوٰۃ ادا نہیں کروں گا، وہ مرتد

© rasailojaraid.com